إِنَّمَا التَّوْبَةُ عَلَى اللَّهِ لِلَّذِينَ يَعْمَلُونَ السُّوءَ بِجَهَالَةٍ ثُمَّ يَتُوبُونَ مِنْ قَرِيبٍ

مولوی اسلم بندیالوی کی

کلمہ کفر سے

توبہ کی حقیقت

- بارگاہِ خداوندی کا گستاخ امامت وخطابت سے محروم۔۔۔
- تجدیدِ ایمان، تجدیدِ نکاح، اعادۂ حج، اعادۂ صلوات لازم۔۔۔

علمائے بریلی اور مفتیانِ کرام نے۔۔۔

فتوی جاری کردیا۔۔۔!!!

باہتمام:

شعبۂ تحقیق تحریک عظمتِ آل واصحابِ رسول صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم۔ یوکے

بِسۡمِ اللّٰہِ الرَّحۡمٰنِ الرَّحِیۡمِ

پسِ منظر

مولوی اسلم بندیالوی نے بتاریخ 1 مارچ 2020ء کو اپنے خطاب میں کہا:

"فساد برپا بھی اللہ کرتا ہے۔"

معمولی سی دینی معلومات رکھنے والا شخص بھی سمجھ سکتا ہے کہ یہ جملہ نہ تو حقیقت کے مطابق ہے اور نہ کسی لحاظ سے شانِ باری تعالی کے لائق۔

بلاشبہ ہر شئی کا خالق اللہ جل وعلا ہے۔ قرآنِ عظیم میں فرمایا:

اللّٰهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

یعنی: اللہ جل وعلا ہر چیز کا خالق ہے۔

قرآنِ عظیم میں اس معنی کی آیات کی ایک بڑی تعداد ہے۔ لیکن اس کے باوجود علمائے اسلام سلفا خلفا تصریح کرتے آئے ہیں کہ:

ذاتِ باری عزاسمہ کے لیے معاذ اللہ "خالق الخنازیر" ، "خالق القردۃ" ، "خالق الخبائث" اس قسم کے الفاظ کا استعمال جائز نہیں۔

- امامِ اہلسنت امام علم الہدی سید الحنفیہ امام ابو منصور ماتریدی متوفی 333ھ کتاب التوحید میں فرماتے ہیں:

لَا يُقَال يَا خَالق الْخَبَائِث والأنجاس وَنَحْو ذَلِك وَإِن كَانَ هُوَ فِي الحقية لكل شَيْء خَالِقًا

یعنی ذاتِ باری تعالی کو پکارنے کے لیے اس طرح نہیں کہا جا سکتا کہ:

اے خبیث اور ناپاک چیزوں کو پیدا کرنے والے۔۔۔ اور اسی طرح کے دیگر الفاظ۔ اگرچہ ہر چیز کا خالق اللہ کریم جل وعلا ہی ہے۔

پھر اس سلسلے میں ضابطہ اور قاعدہ کلیہ بیان کرتے ہوئے فرمایا:

وأصل ذَلِك إِنَّه يُضَاف إِلَى الله تَعَالَى كل مَا كَانَت الْإِضَافَة إِلَيْهِ تخرج مخرج التَّعْظِيم أَو مخرج الشُّكْر أَو مخرج ذكر نعمه أَو أمره وَمَا خرج على غير ذَلِك لَا يُضَاف إِلَيْهِ وَإِن كَانَ فِي الْحَقِيقَة خلقه

یعنی ضابطہ یہ ہے کہ: ذاتِ باری تعالی کی جانب ہر اس چیز کی نسبت کی جا سکتی ہے جس سے تعظیم مفہوم ہو یا برائے شکر ہو، یا ذاتِ باری تعالی کی نعمتوں اور حکم کا ذکر ہو۔

اس کے علاوہ کسی چیز کی نسبت اللہ جل وعلا کی جانب نہیں کی جائے گی، اگرچہ در حقیقت وہ اللہ جل وعلا ہی کی مخلوق ہے۔

(التوحید للماتریدی ص312)

❖ علامہ عبد الوہاب شعرانی متوفی973ھ لکھتے ہیں:

قال العلماء : لا ينبغي أن يقال سبحان خالق الخنازير مع أنه تعالى خالق لها بالإجماع

علماء نے کہا: اس طرح کہنا جائز نہیں کہ: پاک ہے وہ ذات جس نے خنزیروں کو تخلیق فرمایا۔

حالانکہ پوری امت کا اتفاق ہے کہ ان کا خالق اللہ جل وعلا ہی ہے۔

(لواقح الانوار القدسیۃ للشعرانی1 /447)

❖ علامہ شہاب الدین خفاجی متوفی1069ھ تفسیرِ بیضاوی کے حاشیہ میں لکھتے ہیں:

لا يقال خالق الخنازير وان كان خالق كل شيء

یعنی ذاتِ باری تعالی کے لیے "خنزیروں کا خالق" جیسے الفاظ استعمال نہیں کیے جاسکتے، اگرچہ ہر چیز کا خالق اللہ جل وعلا ہی ہے۔

(حاشیۃ الشہاب علی تفسیر البیضاوی1 /36)

بات قابلِ غور ہے۔۔۔!!!

اللَّهُ خَالِقُ كُلِّ شَيْءٍ

نصِ قرآنی ہے۔۔

جو اس کا انکار کرے وہ کافر اور دائرۂ اسلام سے خارج ہے۔۔

لیکن اسی حکمِ قرآنی عام کی بعض جزئیات جن پر یہ حکمِ قرآنی حقیقۃً واقعۃً منطبق ہے، لیکن چونکہ ان جزئیات کا ذکر ادب کے منافی ہے، لہذا امامِ اہلِ سنت امام علم الہدی امام ابو منصور ماتریدی اور سلفاً خلفاً ائمہ وعلماء بیک زبان ان بعض جزئیات کے ذکر کو ناجائز اور ممنوع بتاتے نظر آتے ہیں۔

اور فقط ائمہ وعلماء کیوں؟

حضور سرورِ عالم، جانِ عالم، سیدِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کی جانب سے یہی ارشاد ہے۔

نماز کے لیے قیام فرما ہوتے تو اس انداز میں اللہ جل وعلا کی حمد وثناء بجالاتے:

وَجَّهْتُ وَجْهِيَ لِلَّذِي فَطَرَ السَّمَاوَاتِ وَالأَرْضَ حَنِيفًا وَمَا أَنَا مِنَ الْمُشْرِكِينَ

اسی ثناء کے بیچ فرماتے:

وَالْخَيْرُ كُلُّهُ فِي يَدَيْكَ. وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ

یعنی اے مالکِ کائنات! خیر ساری کی ساری تیرے ہاتھوں میں ہے۔ اور شر کی نسبت تیری جانب نہیں ہے۔

(صحیح مسلم حدیث771)

اللہ کریم جل وعلا ہر شئ کا خالق ومالک ہے لیکن اس کے باوجود حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم کا فرمانا:

وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ

امت کی رہنمائی اوردربارِ خداوندی کا ادب سمجھانے کے لیے ہے کہ اس خالق ومالک کی جانب بھلے امور کی نسبت کی جائے گی ،نہ کی مساویٔ امور کی۔

محدث بیہقی متوفی458ھ ،اور ان کے بعد قاضی عیاض مالکی متوفی544ھ دونوں حضرات ابو سلیمان خطابی متوفی388ھ سے اس حدیث کے تحت ناقل، فرمایا:

مَعْنَاهُ الْإِرْشَادُ إِلَى اسْتِعْمَالِ الْأَدَبِ فِي الثَّنَاءِ عَلَى اللَّهِ عَزَّ وَجَلَّ وَالْمَدْحِ لَهُ بِأَنْ يُضَافَ إِلَيْهِ مَحَاسِنَ الْأُمُورِ دُونَ مَسَاوِيهَا

یعنی اس حدیث کے معنی یہ ہیں کہ: رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم ذاتِ باری تعالی کی حمد وثناء کے باب میں کلماتِ ادب کے استعمال پر رہنمائی فرمارہے ہیں کہ ذاتِ خداوندی کی جانب اچھے امور کی نسبت کی جائے،نہ کہ برے امور کی۔

(القضاء والقدر للبیہقی ص275 ، اکمال المعلم بفوائدِ مسلم134/3)

ہر چیز کا خالق اللہ جل وعلا۔۔۔ ہر چیز کا مالک وہی کریم جل وعلا۔۔۔ لیکن جب بات "شر" کی نسبت کی آئی تو رسول اللہ صلی اللہ تعالی علیہ وعلی آلہ وسلم نے فرمایا:

وَالشَّرُّ لَيْسَ إِلَيْكَ

یہیں سے امتِ مسلمہ نے سمجھ لیا کہ برائی کی نسبت ذاتِ باری تعالی کی جانب نہیں کی جائے گی،چاہے وہ حقیقت اور نفس الامر کے عین مطابق ہی کیوں نہ ہو۔

خلافِ حقیقت وواقع:

پھر مولوی اسلم بندیالوی کا واقع کے سراسر خلاف منہ بھر کر کہنا کہ:

"فساد برپا بھی اللہ کرتا ہے۔"

معاذ اللہ ثم معاذ اللہ ثم معاذ اللہ

یہ جملہ کیسے جائز ہو سکتا ہے؟؟؟

ایک طرف تو اس جملے میں فساد کی نسبت ذاتِ باری تعالی کی جانب کی جارہی ہے جو دربارِ خداوندی کی کھلی بے ادبی ہے۔

اور دوسری جانب درجۂ کسب جو بندوں کا وظیفہ ہے،اس کا اثبات ذاتِ باری تعالی کے لیے کیا جارہاسُبْحَانَهُ وَتَعَالَى عَمَّا يَقُولُونَ عُلُوًّا كَبِيرًا

کیونکہ "فساد برپا کرنا" اردو محاورے میں:

ہنگامہ برپا کرنا،فتنہ کھڑا کرنا،غدر مچانا،جھگڑا مچانا،بلوہ کرنا

کے معانی میں استعمال ہوتا ہے اور ان میں سے کوئی ایک بھی ایسے معنی نہیں جنہیں درجۂ خلق قرار دے کر ان کی نسبت ذاتِ خداوندی جل وعلا کی جانب کی جاسکے۔

افسوس اور حیرت ہوتی ہے ان نام نہاد ملاؤں پر جو اپنے گمانِ فاسد میں خود کو "علامہ، فہامہ" اور نہ جانے کیا کیا سمجھے بیٹھے ہوتے ہیں لیکن جب انہیں چھیل کر دیکھو تو اسلامیات و دینیات کی بنیادی باتوں سے بھی جاہل نظر آتے ہیں۔

بہر حال!

مولوی اسلم بندیالوی 17 مارچ 2020ء کو دربارِ خداوندی میں اس گستاخی کا مرتکب ہوا۔

جب اہلِ علم کو اس شخص کی اس گستاخی کی اطلاع پہنچی تو اسے متنبہ کیا گیا اور اس گستاخی سے توبہ کی دعوت دی گئی۔

لیکن مولوی صاحب چونکہ اپنے آپ کو دینیات کا طُرّم خان سمجھتے ہیں لہذا بجائے حق کی جانب رجوع لانے اور دربارِ خداوندی میں توبہ کرنے کے:

أَبَى وَاسْتَكْبَرَ

کا مظہر نظر آنے لگ گئے۔

سمجھنے سمجھانے کا سلسلہ طول پکڑ گیا لیکن مولوی صاحب کو توبہ کی توفیق نہیں مل رہی تھی۔ موصوف بجائے توبہ کے اپنی اس گستاخی کے دفاع میں مصروف تھے اور اسے عینِ شریعت ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگا رہے تھے۔

دربارِ خداوندی میں گستاخی کے بعد ایک طرف مولوی اسلم بندیالوی اپنی اس گستاخی کو اسلام ثابت کرنے کے لیے کوشاں تھا اور دوسری طرف مسجد کی امامت، جمعہ کی خطابت، اپنی متعدد بیویوں سے ازدواجی تعلقات وغیرھا تمام امور حسبِ سابق جاری وساری تھے۔

مولوی اسلم بندیالوی کو سمجھاتے سمجھاتے ایک سال سے زائد عرصہ گزر گیا لیکن یہ شخص اپنی ضد میں اڑا رہا اور اپنی گتارخی کے دفاع میں مصروف رہا۔

لیکن علمائے اہلسنت نے ہمت نہ ہاری اور اس ضدی اور ہٹ دھرم انسان جو درحقیقت توفیق سے محروم ہے، علمائے اہلسنت نے اس کے تمام تر شکوک وشبہات کا رد بھی کیا اور اس کی گستاخی کا گستاخی ہونا واضح کیا۔

آخر کار مولوی اسلم بندیالوی جب 1 سال 3 ماہ 10 دن اپنی گستاخی کا دفاع کرتے کرتے تھک گیا تو 2 جون 2021ء کو اس شخص نے دربارِ خداوندی میں کی گئی گستاخی سے "نام نہاد توبہ" کر لی۔

1 سال 3 ماہ 10 دن تو یہ شخص اپنی گستاخی کو گستاخی ماننے کو تیار نہیں تھا، لیکن جب دفاع کرتے کرتے تھک گیا تو آخر کار توبہ کے الفاظ اداء کر دیئے۔

لیکن:

سوال یہ ہے کہ:

کیا 1 سال 3 ماہ 10 دن تک گستاخی کا دفاع کرنے کے بعد صرف دو حرفی توبہ ورجوع کافی ہے یا اس کے کچھ اور تقاضے بھی ہیں؟

واضح رہے کہ:

بریلی شریف سے مولوی اسلم بندیالوی کے اس جملے کے بارے میں **کفر کا فتوی** لگایا گیا ہے۔

سلسلۂ گفتگو آگے بڑھانے سے پہلے میں چاہوں گا کہ آپ بریلی شریف بھیجا جانے والا استفتاء اور بریلی شریف سے صادر کیا جانے والا فتوی خود ملاحظہ کریں:

اسلم بندیالوی کے خلاف
بریلی شریف سے صادر ہونے والا کفر کا فتوی:

کیا فرماتے ہیں علماء کرام و مفتیان دین:

ایک شخص نے بارگاہِ خداوندی میں گستاخی کی کہ:

"فساد برپا بھی اللہ کرتا ہے۔ فساد سے نجات بھی اللہ ہی دیتا ہے۔"

اور اس شخص کو اس گستاخی پر اکتوبر کے مہینے میں مطلع کر دیا گیا تھا۔ 6 ماہ بعد مسلسل ہدایات کے بعد اس شخص نے اس گستاخی سے توبہ و رجوع کیا۔ ان 6 ماہ کے دوران اس کے پیچھے پڑھی گئی نمازیں قبول ہیں؟

کیا ان 6 ماہ میں اسکی اپنی بیوی کے قریب جانا جائز تھا؟

اگر نہیں تو شرع شریف اس صورتِ حال پر کیا ہدایت فرماتی ہے؟

سائل

محمد نوید۔ مانچسٹر

بسم اللہ الرحمن الرحیم والصلاۃ والسلام علی رسولہ الکریم

الجواب اللہم ہدایۃ الحق والصواب

صورتِ مسئولہ میں جملہ مردودہ "فساد برپا بھی اللہ کرتا ہے" میں معاذ اللہ کسب فساد کی نسبت ذات باری تعالٰی کی جانب ہونا ظاہر ہے۔ جو اپنے معنی ظاہر و متبادر کی بناء پر اللہ عزوجل کی سخت اہانت و تنقیص ہے۔ اور یہ ضرور کفر ہے۔ اس شخص پر توبہ و تجدید ایمان اور بیوی رکھتا ہے تو تجدید نکاح بھی فرض و لازم۔

جس چھ ماہ کی مدت اسے حکم شرعی مذکور پر عمل کیے بغیر گذری اس میں اس کی اقتداء میں نہ نماز پڑھنا جائز اور نہ اسے بیوی سے قربت وصحبت حلال۔ جس قدر نمازیں اس مدت میں اس کے پیچھے پڑھیں ان کا اعادہ کریں۔ واللہ تعالیٰ اعلم بالصواب

کتبہ: محمد افروز عالم نوری بریلوی غفرلہ

خادم تدریس وافتاء جامعہ رضویہ منظر اسلام بریلی شریف

20 شعبان المعظم1443ھ

تصدیق کنندگان:

بریلی شریف سے جاری ہونے والے اس فتوی کی تصدیق دار الافتاء کے سینیئر مفتیانِ کرام نے بھی کی اور متعدد مفتیانِ بریلی کی باہمی تصدیق سے اس فتوی کو جاری کیا گیا۔

ضروری وضاحت:

واضح رہے کہ:

سائل نے6 ماہ کی مدت ایک اندازے سے لکھ دی ورنہ مولوی اسلم بندیالوی نے بریلی شریف سے صادر فتوی میں مذکور کفر کے اندر فقط6 ماہ نہیں بلکہ 1 سال3 ماہ10 دن گزارے۔ اور فقط یہی نہیں کہ1 سال3 ماہ10 دن متذکرہ کفر میں گزارے، بلکہ یہ عرصہ اس کفر کے دفاعی کی حیثیت سے گزارے اور اس عرصہ میں کفرِ مذکور کے اسلام ہونے پر مصر رہے بلکہ اس کو اسلام ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتے رہے۔

بہر حال:

اس وقت بات مولوی اسلم بندیالوی کی فتوائے بریلی کے مطابق "کفر سے توبہ" کی نہیں۔۔۔ کیونکہ توبہ کی دھول عوام کی آنکھوں میں جھونکی جاچکی ہے۔

اس وقت بات چند چیزوں کے بارے میں ہے:

1) توبہ کی کیفیت۔

2) 1 سال3 ماہ10 دن کا عرصہ جو مولوی اسلم بندیالوی نے فتوائے بریلی کے مطابق کفر میں گزارا، اس عرصہ کے معاملات۔

3) معاشرتی احکام۔

توبہ کی کیفیت:

ندامت توبہ کا جزوِ اعظم ہے لیکن جیسے ہر گناہ کی کیفیت یکساں نہیں اسی طرح ہر گناہ سے توبہ کی کیفیت بھی ایک جیسی نہیں۔

حضور سیدِ عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نے حضرت معاذ کو یمن بھیجتے وقت جو تاکیدات فرمائیں، انہی میں فرمایا:

وَمَا عَمِلْتَ مِنْ سُوءٍ فَأَحْدَثْ لِلَّهِ فِيهِ تَوْبَةً: السِّرُّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ

یعنی جب تو کسی برائی کا ارتکاب کرے تو دربارِ الٰہی میں اس سے از سرِ نو توبہ کر۔ چھپے گناہ کی توبہ پوشیدگی میں اور ظاہری گناہ کی توبہ کھلے عام۔

(معجم کبیر للطبرانی331 ،374 ، بحر الفوائد ص363 ، الترغیب والترہیب لقوام السنۃ ج234)

کھلے عام کا درجہ:

یہ فرمانِ مصطفی صلی اللہ تعالیٰ علیہ وعلی آلہ وسلم نص ہے کہ اعلانیہ گناہ کی توبہ بھی اعلانیہ ہونا ضروری ہے۔ ہاں یہ بات ضرور تفصیل طلب ہے کہ:

اعلانیہ توبہ کی کیفیت کیا ہونی چاہیے؟

بعض لوگ یہ سمجھتے ہیں اور بالخصوص مولوی اسلم بندیالوی جیسے لوگ جو شب و روز تدلیس و تلبیس کے ذریعے مفاہیمِ شرعیہ کو بدلنے کے درپے رہتے ہیں، ان جیسے لوگ تو یہ کہیں گے کہ:

گناہ بھلے برسرِ منبر کیا ہو، 1 سال 3 ماہ 10 دن اس گناہ کو ثواب ثابت کرنے میں گزارے ہوں، اس گناہ کا حد درجہ اشتہار ہوا ہو، سوشل میڈیا کے ذریعے اس کا چرچا پوری دنیا میں ہوا ہو، لیکن توبہ کے لیے دو بندے سامنے بٹھا کر ان کے سامنے توبہ کر لی تو یہ توبہ بھی اعلانیہ توبہ ہے۔۔۔ لہٰذا یہ توبہ بھی کافی ہونی چاہیے۔۔۔!!!

لیکن حق یہ ہے کہ:

اعلانیہ توبہ کا یہ مفہوم بتانا تلبیس و تدلیس اور مقاصدِ شرعیہ سے سخت غفلت ہے۔

مجمعِ عام کے اندر دربارِ خداوندی میں کی جانے والی گستاخی، جس کا سوا سال تک دفاع کیا جاتا رہا، اگر اس کی توبہ کے لیے دو چار بندوں کے سامنے "توبہ توبہ" کا تکرار کافی قرار دیا جائے تو وہ تمام تر حکمتیں اور مقاصد فوت ہو جائیں گے جن کے پیشِ نظر شرع شریف نے اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ ہونا لازمی قرار دیا۔

اعلانیہ گناہ کی توبہ اعلانیہ ہونے میں حکمتیں تو یہ تھیں کہ:

- جو لوگ اس کے گناہ پر مطلع ہو کر اس سے متنفر ہوئے۔
- حکمِ شرع کی تعمیل کرتے ہوئے اس سے معاملات توڑ بیٹھے۔
- اسے گناہگار سمجھنے لگے، بلکہ فتوائے بریلی کے مطابق صورتِ مذکورہ میں اس شخص کو مرتکبِ کفر سمجھنے لگے۔
- اگر یہ اسی حال میں مر جائے تو اہلِ اسلام اس کے جنازہ سے اجتناب کریں گے۔

- اس کی برائی بلکہ فتوائے بریلی کے مطابق اس کے کفر کی گواہی دیں گے اور امتِ مسلمہ کی گواہی جنت بھی سکتی ہے اور جہنم بھی۔

لہذا ضروری ہے کہ یہ شخص اعلانیہ توبہ کر کے ان سارے معاملات کا خاتمہ کرے۔۔۔اور یقینا یقینا یقینا اس کے لیے توبہ کا اشتہار بھی ویسا ہی لازم جیسا گناہ کا اشتہار ہوا۔

❖ اعلانیہ توبہ کی حکمتیں ذکر کرتے ہوئے اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں:

اعلان پر باعث نفس کہ جرأت وجسارت وسرکشی وبے حیائی اور مرض کا علاج ضد سے ہوتا ہے جب مسلمانوں کے مجمع میں اپنی ندامت وپشیمانی ظاہر کرے گا اور اپنے قول یا فعل یا عقیدہ کی بدی وشناعت پر اقرار لائے گا تو اس سے جو انکسار پیدا ہو گا اس سرکشی کی دوا ہو گا۔

(فتاوی رضویہ 21/145)

مذکورہ بالا حکمتیں اور اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان کی گفتگو صاف صاف بتا رہی ہے کہ:

"عیاں گناہ کی توبہ کا اشتہار، اشتہارِ گناہ کے مشابہ ومشاکل ہونا ضروری ہے۔"

اس مسئلہ کو سمجھنے کے لیے متون وشروحِ فقہ میں مذکور اس مسئلہ کو دیکھ لیا جائے کہ:

اگر کسی شخص نے عدالت میں جھوٹی گواہی دے دی اور اب اس سے توبہ ورجوع کرنا چاہتا ہے تو اپنے گھر بیٹھ کر یا مجمعِ عام میں ہزار بار بھی توبہ ورجوع کرلیتا ہے جب بھی اس کی رجوع ازروئے شرع معتبر نہیں ہو گی جب تک وہ دوبارہ عدالت میں جاکر قاضی کے سامنے توبہ ورجوع نہ کرے۔

- امام شمس الائمہ سرخسی متوفی483ھ رقمطراز ہیں:

فَيَحِقُّ عَلَى كُلِّ مُسْلِمِ الِاجْتِنَابُ عَنْهَا بِجُهْدِهِ وَالتَّوْبَةُ عَنْهَا مَتَى وَقَعَ فِيهَا خَطَأً، أَوْ عَمْدًا، وَذَلِكَ بِأَنْ يَرْجِعَ عَنْ الشَّهَادَةِ وَلْيَكُنْ رُجُوعُهُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ؛ لِأَنَّهُ فَسْخٌ لِلشَّهَادَةِ الَّتِي أَدَّاهَا. وَقَدْ اخْتَصَّتْ الشَّهَادَةُ بِمَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَالرُّجُوعُ عَنْهَا كَذَلِكَ. وَهَذَا لِأَنَّ التَّوْبَةَ بِحَسْبِ الْجَرِيمَةِ «قَالَ - صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ - السِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ». فَإِذَا كَانَتْ جَرِيمَتُهُ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ جَهْرًا فَلْتَكُنْ تَوْبَتُهُ بِالرُّجُوعِ كَذَلِكَ وَلَا يَمْنَعُهُ الِاسْتِحْيَاءُ مِنْ النَّاسِ وَخَوْفُ اللَّائِمَةِ مِنْ إظْهَارِ الرُّجُوعِ فِي مَجْلِسِ الْقَضَاءِ فَلَأَنْ يُرَاقِبَ اللَّهَ تَعَالَى خَيْرٌ لَهُ مِنْ أَنْ يُرَاقِبَ النَّاسَ

پس ہر مسلمان پر جھوٹی گواہی سے بھرپور کوشش کر کے بچنا واجب ہے اور اگر غلطی سے ایسا کر بیٹھے تو اس سے توبہ ضروری ہے۔ اور توبہ اس انداز میں کہ اس گواہی سے رجوع کرے۔ اور اس کی رجوع مجلس قضاء میں ہونی چاہیے کیونکہ اس کی رجوع اس گواہی کو سرے سے مٹانا ہے جو اس نے دی تھی۔ اور گواہی تو مجلسِ قضاء کے ساتھ خاص ہے تو رجوع بھی ایسے ہی ہونی چاہیے۔ اور اس لیے بھی کہ جرم کے لحاظ سے یہ توبہ ہے۔ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: چھپی ہوئی (توبہ) چھپے (گناہ) کے

بدلے اور اعلانیہ (توبہ) اعلانیہ (گناہ) کے بدلے۔ پس جب اس کا جرم مجلسِ قضاء میں اعلانیہ ہوا تو اس کی رجوع کے ذریعے توبہ بھی ایسے ہی ہونی چاہیے۔ اور لوگوں سے شرم اور حکمرانوں کا ڈر اسے مجلسِ قضاء میں اپنی توبہ ظاہر کرنے سے رکاوٹ نہ بنے۔ اس کا ذاتِ خداوندی کو نگاہ میں رکھنا لوگوں کی جانب نظر کرنے سے بہتر ہے۔

(المبسوط للسرخسی16/177 ، 178)

- ہدایہ شریف میں ہے:

(وَلَا يَصِحُّ الرُّجُوعُ إِلَّا بِحَضْرَةِ الْحَاكِمِ) لِأَنَّهُ فَسْخٌ لِلشَّهَادَةِ فَيَخْتَصُّ بِمَا تَخْتَصُّ بِهِ الشَّهَادَةُ مِنْ الْمَجْلِسِ وَهُوَ مَجْلِسُ الْقَاضِي أَيَّ قَاضٍ كَانَ، وَلِأَنَّ الرُّجُوعَ تَوْبَةٌ وَالتَّوْبَةُ عَلَى حَسَبِ الْجِنَايَةِ، فَالسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانُ بِالْإِعْلَانِ

(حکمران کی موجودگی کے بغیر رجوع درست نہیں۔) کیونکہ یہ گواہی کو سرے سے مٹانا ہے، پس اس مجلس کے ساتھ خاص ہے جس کے ساتھ گواہی خاص ہے۔ اور وہ قاضی کی مجلس ہے، کوئی بھی قاضی ہو۔ اور اس لیے کہ رجوع توبہ ہے اور توبہ جرم کے لحاظ سے ہوتی ہے۔ پس پوشیدہ توبہ پوشیدہ گناہ کے بدلے اور اعلانیہ توبہ اعلانیہ گناہ کے بدلے۔

(ہدایہ 3/132)

- درالحکام شرح غرر الاحکام میں ہے:

(لَا يَصِحُّ) أَيْ الرُّجُوعُ عَنْهَا (إِلَّا عِنْدَ الْقَاضِي) سَوَاءٌ كَانَ هُوَ الْأَوَّلَ أَوْ غَيْرَهُ لِأَنَّ الرُّجُوعَ عَنْهَا تَوْبَةٌ وَالتَّوْبَةُ
عَلَى حَسَبِ الْجِنَايَةِ فَالسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانُ بِالْإِعْلَانِ وَشَهَادَةُ الزُّورِ جِنَايَةٌ فِي مَجْلِسِ الْحُكْمِ فَالتَّوْبَةُ عَنْهَا تَتَقَيَّدُ بِهِ

جھوٹی گواہی سے توبہ (قاضی کے پاس ہی درست ہے) چاہے وہ پہلے والا (یعنی جس کے سامنے جھوٹی گواہی دی تھی وہی) ہو یا اس کے علاوہ (کوئی دوسرا) کیونکہ جھوٹی گواہی سے توبہ رجوع ہے اور توبہ جرم کے مطابق ہوتی ہے۔ پس چھپی ہوئی توبہ چھپے گناہ کے بدلے اور اعلانیہ توبہ اعلانیہ کے بدلے۔ اور جھوٹی گواہی عدالت کے اندر کا جرم ہے تو اس سے توبہ بھی وہیں ہو گی۔

(درر الحکام2/391)

- امام زیلعی حنفی743ھ شرح کنز الدقائق میں لکھتے ہیں:

(وَلَا يَصِحُّ الرُّجُوعُ إِلَّا عِنْدَ الْقَاضِي)؛ لِأَنَّهُ فَسْخٌ لِلشَّهَادَةِ فَيَخْتَصُّ بِمَا تَخْتَصُّ بِهِ الشَّهَادَةُ مِنْ مَجْلِسِ الْحَاكِمِ أَيِّ حَاكِمٍ كَانَ كَالْفَسْخِ فِي بَابِ الْبَيْعِ حَيْثُ يُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهِ مَا يُشْتَرَطُ فِي الْبَيْعِ مِنْ قِيَامِ الْمَبِيعِ وَرِضَا الْمُتَبَايِعَيْنِ وَلِأَنَّ الرُّجُوعَ عَنْ الشَّهَادَةِ تَوْبَةٌ عَمَّا أُرْتُكِبَ مِنْ قَوْلِ الزُّورِ، وَالتَّوْبَةِ بِحَسَبِ الْجِنَايَةِ عَلَى مَا قَالَ - عَلَيْهِ الصَّلَاةُ وَالسَّلَامُ - «السِّرُّ بِالسِّرِّ، وَالْعَلَانِيَةُ بِالْعَلَانِيَةِ». فَإِذَا كَانَتْ الْجَرِيمَةُ بِحَضْرَةِ الْحَاكِمِ يَجِبُ أَنْ تَكُونَ تَوْبَتُهَا كَذَلِكَ

(اور رجوع قاضی کے پاس ہی درست ہے) کیونکہ یہ گواہی کو سرے سے مٹانا ہے تو جس مجلس حاکم کے ساتھ گواہی خاص ہے اسی کے ساتھ رجوع خاص ہے، حاکم کوئی سا بھی ہو۔ جیسے بابِ بیع میں فسخ، کیونکہ اس فسخ کی درستی کے لیے وہی شرطیں ہیں جو بیع کی درستی کے لیے شرط ہے، جیسے مبیع کا موجود ہونا اور سودا کرنے والوں کی رضامندی۔

اور اس لیے (بھی) کہ گواہی سے رجوع اس جھوٹ سے توبہ ہے جس کا اس نے ارتکاب کیا اور توبہ جرم کے حساب سے ہوتی ہے جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پوشیدہ توبہ پوشیدہ گناہ کے بدلے اور اعلانیہ اعلانیہ کے بدلے۔

پس جب جرم حاکم کی موجودگی میں ہوا تو اس کی توبہ بھی ایسے ہی ہونا واجب ہے۔

(تبیین الحقائق243/4)

- ابنِ نجیم مصری متوفی970ھ شرح کنز الدقائق میں رقمطراز ہیں:

(قَوْلُهُ وَلَا يَصِحُّ الرُّجُوعُ إلَّا عِنْدَ الْقَاضِي) لِأَنَّهُ فَسْخٌ لِلشَّهَادَةِ فَيَخْتَصُّ بِمَا يَخْتَصُّ بِهِ الشَّهَادَةُ مِنْ مَجْلِسِ الْقَاضِي وَلِأَنَّ الرُّجُوعَ تَوْبَةٌ وَهِيَ عَلَى حَسَبِ الْجِنَايَةِ فَالسِّرُّ بِالسِّرِّ وَالْإِعْلَانُ بِالْإِعْلَانِ

(مصنف کا قول: رجوع قاضی ہی کے پاس درست ہے) کیونکہ وہ گواہی کا فسخ ہے تو جس مجلسِ قاضی کے ساتھ گواہی خاص ہے ، رجوع بھی اس کے ساتھ خاص ہے۔ اور اس لیے (بھی) کہ رجوع توبہ ہے اور توبہ گناہ کے حساب سے ہوتی ہے۔ پوشیدہ گناہ کے بدلے پوشیدہ توبہ اور اعلانیہ کے بدلے اعلانیہ۔

(البحر الرائق127/7)

- علامہ علاء الدین حصکفی متوفی1088ھ لکھتے ہیں:

(و) الرجوع (شرطه مجلس القاضي) ولو غير الاول لانه فسخ أو توبة وهي بحسب الجناية كما قال عليه الصلاة والسلام السر بالسر والعلانية بالعلانية

(اور) رجوع (کی شرط مجلسِ قاضی ہے) اگرچہ وہ پہلے قاضی کے علاوہ ہو۔ کیونکہ وہ فسخ، یا توبہ ہے اور توبہ جرم کے اعتبار سے ہوتی ہے۔ جیسا کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

پوشیدہ (توبہ) پوشیدہ (گناہ) کے بدلے اور اعلانیہ اعلانیہ کے بدلے۔

(الدر المختار ص496)

متون و شروحِ فقہ اور فتاوی اس قسم کے مسائل سے بھرے پڑے ہیں، سطورِ بالا میں مذکور کلماتِ فقہاء و ائمہ ہم نے فقط بطورِ مثال پیش کیے ہیں۔ اور یہ کلماتِ فقہاء و ائمہ اس بات کو واضح کرنے کے لیے کافی ہیں کہ:

اعلانیہ گناہ کی اعلانیہ توبہ کے لیے "لغوی اعلان" کافی نہیں بلکہ "توبہ کا اعلان ویسا ہی ہونا ضروری ہے جس قسم کا اعلان گناہ کے اندر پایا گیا ہو۔"

- اس مطلب کی تصریح کرتے ہوئے علامہ عبد الرؤف مناوی متوفی1031ھ رقمطراز ہیں:

(فأحدث عِنْدهَا تَوْبَة) تجانسها بِحَيْثُ يكون (السرّ بالسرّ وَالْعَلَانِيَة بالعلانية) أَي الْبَاطِن بالباطن وَالظَّاهِر بِالظَّاهِرِ لتقع الْمُقَابلَة وتتحقق المشاكلة

یعنی گناہ کرتے ہی نئے سرے سے توبہ کر جو گناہ کے جیسی ہو۔ بایں طور کہ پوشیدہ پوشیدہ کے بدلے اور اعلانیہ اعلانیہ کے بدلے۔ یعنی باطن باطن کے بدلے اور ظاہر ظاہر کے بدلے تاکہ مقابلہ پایا جائے اور توبہ اور گناہ ہم شکل ہو سکیں۔

(التیسیر بشرح الجامع الصغیر1 /117)

- فیض القدیر میں فرمایا:

(توبة) تجانسها بحيث يكون (السر بالسر والعلانية) أي الباطن بالباطن والظاهر بالظاهر فإذا عصى ربه بسره تاب إليه بسره باكتساب ما يزيله وإذا عصاه بجوارحه الظاهرة تاب إليه بها مع رعاية المقابلة وتحقق المشاكلة

ایسی توبہ جو گناہ کی ہم جنس ہو۔ بایں طور کہ پوشیدہ پوشیدہ کے بدلے اور اعلانیہ اعلانیہ کے بدلے یعنی باطن بدلے باطن کے اور ظاہر ظاہر کے بدلے۔ پس جب اپنی تنہائی میں اپنے پروردگار کی نافرمانی کرلے تو تنہائی میں اس کریم جل وعلا کی جانب رجوع لائے وہ کرکے جو اس گناہ کو مٹا سکے۔ اور جب اپنے ظاہری اعضاء سے گناہ کر بیٹھے تو مقابلہ اور مشاکلہ کے پائے جانے کی رعایت کرتے ہوئے انہی کے ساتھ توبہ کرے۔

(فيض القدير 1/406)

- اسی مطلب کی تصریح کرتے ہوئے اعلیحضرت مولانا احمد رضا خان لکھتے ہیں:

اس قدر ضرور چاہئے کہ مجمع توبہ مجمع گناہ کے مشابہ ہو۔

(فتاوی رضویہ21/145)

- چند سطور بعد فرمایا:

سو کے سامنے گناہ کیا اور ایک گوشہ میں دو کے آگے اظہار توبہ کر دیا تو اس کا اشتہار مثل اشتہار گناہ نہ ہو وہ فوائد کہ مطلوب تھے پورے نہ ہوئے۔ بلکہ حقیقۃً وہ مرض کہ باعث اعلان تھا توبہ میں کم اعلان پر بھی وہی باعث ہے کہ گناہ تو دل کھول کر مجمع کثیر میں کرلیا اور اپنی خطا پر اقرار کرتے عار آتی ہے چپکے سے دو تین کے سامنے کہہ لیا وہ انکسار کہ مطلوب شرع تھا حاصل ہونا درکنار ہنوز خودداری واستنکاف باقی ہے اور جب واقع ایسا ہو تو حاشا توبۂ سر کی بھی خبر نہیں کہ وہ ندامت صادقہ چاہتی ہے اور اس کا خلوص مانع استنکاف۔

(فتاوی رضویہ21/146)

حاصلِ کلام:

سطورِ بالا میں علماءِ اسلام اور فقہائے دین کی تصریحات و تلمیحات کا حاصل و خلاصہ یہ نکلا کہ:

اعلانیہ گناہ کی توبہ میں نفسِ اعلان کفایت نہیں کرتا، بلکہ مجمع توبہ کا مثل مجمعِ گناہ ہونا ضروری ہے اور اشتہارِ توبہ ویسے ہی لازم ہے جیسے اشتہارِ گناہ ہوا۔

پس جب مولوی اسلم بندیالوی نے:

اولا: ذاتِ خداوندی کی اعلانیہ گستاخی کی۔

ثانیا: 1 سال3 ماہ10 دن فتوائے بریلی کے مطابق کفر کا دفاع کرتا رہا۔

لہذا توبہ کے لیے فقط اتنا کافی نیں‌م کہ دو بندوں کے بیچ بیٹھ کر چند بار توبہ توبہ کا تکرار کرلے، بلکہ ضروری ہے کہ توبہ کا اشتہار مثل اشتہارِ گناہ کرے، جس قسم کے اجتماعات میں بار بار گستاخی بلکہ فتوائے بریلی کے مطابق کفر کا دفاع کرتا رہا، ویسے ہی اجتماعات میں ویسے ہی بار بار اپنی تکذیب کرے اور اپنی توبہ ورجوع کو مشہور کرے۔ اور اگر اسلم بندیالوی ایسا نہیں کرتا تو دو حرفی توبہ کے ذریعے واجبِ توبہ سے عہدہ برآ نہیں ہو سکتا۔

سوا سال کے معاملات:

مولوی اسلم بندیالوی1 سال3 ماہ10 دن تک اہلِ اسلام کی امامت و خطابت میں بھی مصروف رہا۔ اس دوران اس نے لگ بھگ 2335 نمازیں اور تقریبا65 بار جمعہ کا خطبہ دیا۔ بریلی شریف سے صادر ہونے والے فتوی میں اسلم بندیالوی کی گستاخی کو صاف صاف "کفر" لکھا گیا ہے۔ بنابریں اس کے پیچھے نماز سرے سے جائز نہیں اور جو نمازیں اس کے پیچھے پڑھی گئیں ان کو دہرانا ضروری ہے۔

علامہ علاء الدین کاسانی متوفی587ھ رقمطراز ہیں:

قال بعض مشايخنا: إن الصلاة خلف المبتدع لا تجوز. وذكر في المنتقى رواية عن أبي حنيفة أنه كان لا يرى الصلاة خلف المبتدع، والصحيح أنه إن كان هوى يكفره لا تجوز، وإن كان لا يكفره تجوز مع الكراهة

ہمارے بعض مشائخ نے کہا: بدعتی کے پیچھے نماز جائز ہی نہیں۔ اور منتقی میں امام ابو حنیفہ سے روایت کرتے ہوئے ذکر کیا کہ آپ بدعتی کے پیچھے نماز کو نادرست سمجھتے تھے۔ اور صحیح یہ ہے کہ بدعت مکفرہ ہو تو نماز جائز نہیں اور اگر بدعت غیر مکفرہ ہو تو مع الکراہت جائز ہے۔

(بدائع الصنائع1/157)

جب اسلم بنیالوی کے پیچھے پڑھی گئی2335 نمازیں جن میں سے لگ بھگ65 نمازیں جمعہ کی ہیں، وہ سرے سے باطل ہوئیں تو اسلم بندیالوی پر لازم ہے کہ ان لوگوں کو اطلاع کرے، جن بے چاروں نے اسے مسلمان سمجھ کر اس کے پیچھے نمازیں برباد کیں، ان سب کو اطلاع کرے کہ ان کی نمازیں باطل ہوئی ہیں سو وہ ان نمازوں کا اعداہ کرلیں۔

اعادہء حج:

بریلی شریف سے جاری ہونے والے فتوی میں مولوی اسلم بندیالوی کی گفتگو کو صاف صاف کفر لکھا گیا ہے۔ اوھارے فقہاء نے تصریح کی کہ اگر کوئی شخص معاذ اللہ بعد از اسلام کفر کا مرتکب ہوتا ہے تو جیسے اس کے گزشتہ اعمال باطل ہو جاتے ہیں یونہی اس کا پہلے سے اداء کیا ہوا حج بھی غیر معتبر ہو جاتا ہے اور بعد از توبہ و اسلام اگر اسبابِ وجوبِ حج متحقق ہوتے ہیں تو اس پر حج کا اعادہ بھی ضروری ہے۔

امام ابو الحسین قدوری متوفی428ھ فرماتے ہیں:

قال أصحابنا: إذا حج، ثم ارتد، ثم أسلم: فعليه حجة الإسلام، ولا يعتد بما كان قبله

ہمارے اصحاب نے کہا: کسی شخص نے حج کیا پھر مرتد ہو گیا پھر مسلمان ہوا تو اس پہ حجِ اسلام لازم ہے، جو پہلے تھا وہ غیر معتبر ہے۔

(التجرید للقدوری2178/4)

بیویوں کے ساتھ زنا اور اولاد ولد الزنا:

مولوی اسلم بندیالوی نے1 سال3 ماہ10 دن فتوی بریلی میں بیان کردہ کفر میں گزارے اور موصوف متعدد بیویاں بھی رکھتے ہیں اور ظاہر سی بات ہے کہ اس سوا سال کے عرصہ میں ان بیویوں سے قربت بھی ہوئی ہو گی اور یہ بھی ہو سکتا ہے کہ اس دوران کسی نئے بچے کا علوق بھی ہوا ہو۔

ہمارے علماء نے تصریح کی کہ کفر متفق علیہ کے ارتکاب کے بعد جب تک توبہ نہ کرے، اس کا اپنی عورت کے پاس جانا "زنا" ہے اور اس دوران حاصل ہونے والی اولاد "ولد الزنا" ہے۔

علامہ شیخی زادہ متوفی1078ھ لکھتے ہیں:

فَمَا يَكُونُ كُفْرًا بِالِاتِّفَاقِ يُوجِبُ إحْبَاطَ الْعَمَلِ كَمَا فِي الْمُرْتَدِّ وَتَلْزَمُ إعَادَةُ الْحَجِّ إنْ كَانَ قَدْ حَجَّ وَيَكُونُ وَطْؤُهُ حِينَئِذٍ مَعَ امْرَأَتِهِ زِنًا وَالْوَلَدُ الْحَاصِلُ مِنْهُ فِي هَذِهِ الْحَالَةِ وَلَدُ الزِّنَا ثُمَّ إنْ أَتَى بِكَلِمَةِ الشَّهَادَةِ عَلَى وَجْهِ الْعَادَةِ لَمْ يَنْفَعْهُ مَا لَمْ يَرْجِعْ عَمَّا قَالَهُ لِأَنَّهُ بِالْإِتْيَانِ بِكَلِمَةِ الشَّهَادَةِ لَا يَرْتَفِعُ الْكُفْرُ

جو بالاتفاق کفر ہو وہ اعمال برباد کر دیتا ہے جیسا کہ مرتد کے مسئلہ میں۔ اور حج کو دہرانا لازم ہوتا ہے اگر اس نے حج کیا ہو۔ اور اس دوران اس کی اپنی عورت سے ہمبستری زنا ہے اور اس حالت میں اس ہمبستری سے حاصل ہونا والا بچہ ولدِ زنا ہے۔ پھر اگر عادةً

کلمہ پڑھتا ہے تو اس کا اسے کوئی فائدہ نہیں جب تک اپنی کی ہوئی بات سے رجوع نہیں کرتا۔ کیونکہ اس کے کلمہ پڑھنے سے (بغیر کلمۂ کفر سے توبہ کیے) کفر نہیں ہٹتا۔

(مجمع الانہر 687/1)

معاشرتی احکام:

اسلم بندیالوی کی دربارِ خداوندی میں گستاخی، پھر سال بھر اس گستاخی کا دفاع، پھر عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے نام نہاد رجوع کے بعد معاشرتی مسائل میں اسلم بندیالوی کی کیا حیثیت ہے؟

بالفاظِ دیگر:

کیا اسلم بندیالوی نام نہاد رجوع کے بعد امام بنایا جاسکتا ہے؟، اس کا وعظ و نصیحت سنا جاسکتا ہے؟، کیا اس کی گواہی جائز ہے؟ کیا وہ افکارِ اسلامیہ کی ترجمانی کر سکتا ہے؟

اس کا سادہ سا اور مختصر جواب ہے کہ:

اسلم بندیالوی نہ تو امام بنایا جاسکتا ہے، نہ اس کا وعظ و نصیحت جائز ہے، نہ وہ کسی دینی منصب پر فائز کیا جاسکتا ہے، نہ وہ افکارِ اسلامیہ کا ترجمان قرار دیا جاسکتا ہے، نہ اس کی گفتگو سننا جائز ہے، نہ عوام کو اس سے میل جول کی اجازت ہے، تا آنکہ اتنا عرصہ گزر جائے کہ اسلم بندیالوی کے قول، فعل، انداز، اطوار سے اس کی توبہ کے معاملے میں سچائی کھل کر سامنے آجائے۔

❖ جب صبیغ بن عسل نے اپنی بدعت سے توبہ کی تو توبہ کی صحت جانچنے کے لیے حضرت سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم رضی اللہ تعالی عنہ نے ایک سال تک اسے مہلت دی اور جنابِ ابو موسی اشعری کی جانب لکھ بھیجا کہ لوگوں کو اس کے ساتھ اس وقت تک بیٹھنے کی اجازت نہ دی جائے جب تک یہ اچھی طرح توبہ نہ کرلے۔

اس کے بعد لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے کی اجازت تو دے دی لیکن "محتاط رہنے" کا حکم بھی ارشاد فرمایا۔

قصہ کی تفصیل کچھ اس طرح ہے کہ:

صبیغ بن عسل نے متشابہ القرآن میں گفتگو شروع کر دی اور لوگوں کو مغالطے دینے لگ گیا۔ اسی دوران مدینہ طیبہ آیا تو سیدنا عمرِ فاروق نے اس کے لیے چھڑیاں جمع کر کے رکھ لیں۔ جب وہ دربارِ فاروقی میں پہنچا تو آپ نے فرمایا:

تو کون ہے؟

بولا: اللہ کا بندہ صبیغ بن عسل

جنابِ عمر نے فرمایا: میں اللہ کا بندہ عمر

پھر اس کے سر پہ چھڑیاں مارنا شروع کیں یہاں تک کہ اس کا سر زخمی ہو گیا۔

آخر کار وہ بولا: اے امیر المؤمنین! مجھے چھوڑ دیجیے، سر میں جو (غبار) محسوس کرتا تھا وہ جا چکا ہے۔

(سنن دارمي 1/252 ، الشريعة للآجرى 1/483 ، 5/2556 ، شرح أصول اعتقاد أهل السنة والجماعة 4/702)

بعض روایات میں ہے کہ جنابِ عمر فاروق نے اس کی پیٹھ پہ چھڑیاں ماریں۔ جب پیٹھ زخمی ہو گئی تو اسے ٹھیک ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب ٹھیک ہو چکا تو دوبارہ بلا کر اسے چھڑیاں لگائیں اور ٹھیک ہونے کے لیے چھوڑ دیا۔ جب سہ بارہ بلوایا تو اس نے عرض کی کہ اب میں (ذہنی طور پر) درست ہو چکا ہوں۔

جنابِ عمر فاروق نے جنابِ ابو موسی اشعری کی جانب لکھ بھیجا کہ لوگوں کو اس کے ساتھ بیٹھنے نہ دیا جائے تا آنکہ یہ اچھی طرح توبہ کر لے۔ پھر جنابِ ابو موسی اشعری نے لکھ بھیجا کہ اس نے اچھی طرح توبہ کر لی ہے تو جنابِ عمر نے لوگوں کو اس کے ساتھ اٹھنے بیٹھنے کی اجازت دے دی۔

(سنن دارمي 1/254 ، البدع لابن وضاح 2/111)

اور ابنِ مفلح متوفی 763ھ نے ذکر فرمایا کہ لوگوں نے حضرت عمرِ فاروق سے ایک سال بعد رابطہ کیا تو سیدنا عمرِ فاروقِ اعظم نے فرمایا:

جالسوه وكونوا منه على حذر

اس کے ساتھ بیٹھ سکتے ہو لیکن اس سے محتاط رہو۔

(الآداب الشرعية 1/109)

❖ فتاوی قاضی خان پھر تبیین الحقائق میں ہے:

الْفَاسِقُ إذَا تَابَ لَا تُقْبَلُ شَهَادَتُهُ مَا لَمْ يَمْضِ عَلَيْهِ زَمَانٌ تَظْهَرُ فِيهِ التَّوْبَةُ ثُمَّ بَعْضُهُمْ قَدَّرَ ذَلِكَ بِسِتَّةِ أَشْهُرٍ وَبَعْضُهُمْ قَدَّرَهُ بِسَنَةٍ وَالصَّحِيحُ أَنَّ ذَلِكَ مُفَوَّضٌ إلَى رَأْيِ الْقَاضِي

فاسق جب توبہ کر لے تب بھی اس کی توبہ قبول نہ کی جائے گی جب تک اس پر اتنا وقت نہ گزر جائے جس میں اس کی توبہ (کی صداقت) ظاہر ہو جائے۔ پھر بعض اہلِ علم نے اس کی مدت چھ ماہ بتائی ہے اور بعض نے ایک سال اور درست یہ ہے کہ یہ قاضی کی رائے پر ہے۔

(تبيين الحقائق 4/211)

❖ فتاوی رضویہ میں ہے:

پھر یہاں ایک نکتہ اور ہے۔ اس کے ساتھ بندوں کے معاملے تین قسم ہیں

ایک یہ کہ گناہ کی اس کی سزا دی جائے اس پر یہاں قدرت کہاں

دوسرے یہ کہ اس کے ارتباط واختلاط سے تحفظ و تحرز کیا جائے کہ بد مذہب کا ضرر سخت معتذر ہوتا ہے

تیسرے یہ کہ اس کی تعظیم و تکریم مثل قبول شہادت و اقتدائے نماز وغیرہ سے احتراز کریں

فاسق وبدمذہب کے اظہار توبہ کرنے سے قسم اول تو فوراموقوف ہو جاتی ہے۔ الافی بعض صورت مستثنیات مذکورۃ فی الدر وغیرہ۔ مگر دو قسم باقی ہنوز باقی رہتی ہیں یہاں تک کہ اس کی صلاح حال ظاہر ہو اور مسلمان اس کے صدق توبہ پر اطمنان حاصل ہو اس لیے کہ بہت عیار اپنے بچاؤ اور مسلمانوں کو دھوکا دینے کے لئے زبانی توبہ کر لیتے ہیں اور قلب میں وہی فساد بھرا ہوا ہے۔

(فتاوی رضویہ147/21)

مولوی اسلم بندیالوی اور اس قسم کے لوگوں سے اہلِ اسلام کا میل جول، سلام کلام، اٹھنا بیٹھنا اور اس قسم کے معاملات کے لیے کتنا عرصہ گزرنا ضروری ہے، اس سلسلے میں مولانا احمد رضا خان رقمطراز ہیں:

پھر صحت توبہ پر اطمینان کتنی مدت میں حاصل ہوتا ہے صحیح یہ ہے کہ اس کے لئے کوئی مدت متعین نہیں کر سکتے جب اس شخص کی حالت کے لحاظ سے اطمینان ہو جائے کہ اب اس کی اصلاح ہو گئی اس وقت اس سے دو قسم اخیر کے معاملات بر طرف ہوں گے۔

(فتاوی رضویہ150/21)

چند سطور بعد کہا:

ظاہر ہے کہ یہ بات نظر بحالات مختلف ہو جاتی ہے ایک سادہ دل راست گو سے کوئی گناہ ہوا اس نے توبہ کی اس کے صدق پر جلد اطمینان ہو جائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ کا اعتبار نہ کریں گے اگر چہ ہزار مجمع میں تائب ہو

امام اجل ملک العلماء ابو بکر مسعود کاشانی قدس سرہ الربانی بدائع میں فرماتے ہیں:

المعروف بالکذب لاعدالة له ولا تقبل شہادته ابدا وان تاب بخلاف من وقع فی الکذب سہوا اوابتلی به مرة ثم تاب

واللہ تعالیٰ اعلم۔

جو کوئی دروغ گوئی یعنی جھوٹ بولنے میں مشہور ہو تو اس کے لئے کوئی عدالت نہیں لہذا کبھی بھی اس کی شہادت مقبول نہیں ہو سکتی اگر چہ تائب ہو جائے بخلاف اس شخص کے جس نے بھول کر جھوٹ کہہ دیا یا کبھی کبھار اس سے غلط بیانی ہو گئی پھر اس نے توبہ کر ڈالی (تو اس کی شہادت توبہ کرنے کے بعد مقبول ہو گی، مترجم)

(فتاوی رضویہ150/21)

اعلیحضرت رحمہ اللہ تعالی کے جملے انتہائی لائقِ توجہ ہیں:

ایک سادہ دل راست گو سے کوئی گناہ ہوا اس نے توبہ کی اس کے صدق پر جلد اطمینان ہو جائے گا اور دروغ گو مکار کی توبہ کا اعتبار نہ کریں گے اگر چہ ہزار مجمع میں تائب ہو

اسلم بندیالوی دربارِ خداوندی میں گستاخی کے بعد سوا سال تک اس کو اسلام ثابت کرنے کے لیے ایڑی چوٹی کا زور لگاتا رہا۔۔۔
کیا ایسے شخص کو کوئی سادہ دل کہہ سکتا ہے؟
ایسا شخص تو معروف کذاب سے بھی سخت حکم کے لائق ہے اور ایسا شخص ضرور اس لائق ہے کہ:

- ہمیشہ کے لیے مصلائے امامت سے برطرف کر دیا جائے۔
- تادمِ مرگ کسی دینی منصب پہ فائز نہ کیا جائے۔

کیونکہ دینی معاملات میں ایسے شخص پر اعتماد سراسر نادانی اور حرماں نصیبی بلکہ اہلِ اسلام کی عبادات کو ضائع کرنے اور ان کے نظریات وافکار کو داؤ پہ لگانے کے مترادف ہے، جس کا اقدام کسی بھی عقل مند سے متصور نہیں۔۔۔!!!
مولوی اسلم بندیالوی جیسے ہی ایک شخص کے بارے میں اعلیحضرت سے سوال کیا گیا تو جواباً فرمایا:
جو شخص ایسا مضطرب الحال ہو کہ اتنے دنوں میں تین مذہب بدل چکا اس کی توبہ بایں معنی قبول کرنے میں کلام نہیں کو اگر تو نے دل سے توبہ کی ہے تو اللہ قبول فرمانے والا ہے نیز اسی سنیت حنفیت کا اظہار کرتے ہوئے اگر وہ مرجائے گا ہم اس کے جنازہ کے ساتھ وہ طریقہ برتیں گے جو ایک سنی حنفی کے ساتھ کیا جاتا ہے لانا انما نحکم بالظاھر واللہ تعالٰی اعلم بالسرائر (کیونکہ ہم ظاہر پر حکم لگانے کے پابند ہیں، دلوں کا حال اللہ ہی جانتا ہے۔ت)
مگر اس قبول توبہ سے یہ لازم نہیں کہ ہم ایسے مضطرب شخص ایسے مشکوک حالت والے کو اپنے ایسا اہم فرض دینی کا امام بھی بنالیں اگر واقع میں وہ سچے دل سے تائب ہوا ہے تو اس کے پیچھے نماز ہو جائے گی اور اگر امامت لینے کے لئے توبہ ظاہر کرتا ہے تو وہ نماز باطل وفاسد ہو گی اور اس کی حالت شک ڈالنے والی اور نفع کی طمع اس کی تائید کرنے والی کسی طرح عقل سلیم واحتیاط کا مقتضا ہرگز نہیں کہ اسے امام کیا جائے
دو پیسہ کے معاملے میں گواہی کے لئے تو علمائے کرام یہ احتیاط فرماتے ہیں کہ فاسق اگرچہ توبہ کرلے اس کی گواہی مقبول نہ ہو گی جب تک ایک زمانہ اس پر نہ گزرے جس سے صدق توبہ وصلاح وتقوٰی کے آثار اس پر ظاہر ہوں کہ جب وہ فاسق ہے تو ممکن کہ اس وقت اپنی گواہی قبول کرا دینے کے لئے توبہ کا اظہار کرتا ہو۔

(فتاوی رضویہ555/6)

چند سطور بعد فرمایا:

<u>بلکہ جو جھوٹ کے ساتھ مشہور ہے اس کی نسبت تصریح فرماتے ہیں کہ اس کی گواہی کبھی مقبول نہ ہو گی اگرچہ سو بار توبہ کرے۔</u>

چند سطور بعد فرمایا:

جب دو پیسے کے مال میں یہ احتیاطیں ہیں تو نماز کہ بعد ایمان اعظم ارکان دین ہے اس کے لئے کس درجہ احتیاط واجب ۔ شریعت مطہرہ ہر گز ایسے مشکوک شخص کو امام بنانا پسند نہیں فرماتی ۔ جو لوگ اس کی امامت میں کوشاں ہیں وہ اللہ ورسول ومسلمانوں سب کے خائن ہوں گے۔

حدیث میں ہے حضور سیّد عالم صلی اللہ تعالیٰ علیہ وسلم فرماتے ہیں:

من استعمل رجلا من عصابة وفیهم من هو ارضی االله منه فقد خان االله ورسوله والمؤ منین

رواه الحاکم وصححه وابن عدی والعقیلی والطبرا نی والخطیب عن ابن عباس رضی االله تعالٰی عنہما

جو کسی جماعت پر ایک شخص کو مقرر کرے اوران میں وہ ہو جو اس شخص سے زیادہ اللہ کو پسندیدہ ہے تو بے شک اس نے اللہ ورسول اور مسلمانوں سب کے ساتھ خیانت کی

(فتاوی رضویہ556/6 ، 557)

ایک اور مقام پہ فرمایا

پھر اگر یہ شخص توبہ بھی کرلے تو بمجو توبہ اسے امام نہیں بناسکتے بلکہ لازم ہے کہ ایک زمانہ ممتد تک اسے معزول رکھیں اور اس کے احوال پر نظر رہے، اگر خوف وطمع وغضب ورضا وغیرہا حالات کے متعدد تجربے ثابت کردیں کہ واقعی یہ سنی صحیح العقیدہ ثابت قدم ہے اور روافض سے اصلاً میل جول نہیں رکھتا بلکہ ان سے اور سب گمراہوں بدینوں سے متنفر ہے اس وقت اسے امام کرسکتے ہیں۔

(فتاوی رضویہ531/6)

چند صفحات بعد فرمایا:

بلکہ اگر اس کا مکر وزور وکذب وفریب ظاہر ومشہور ہو تو بعد توبہ بھی کبھی امام نہ کریں۔

(فتاوی رضویہ534/6)

الحاصل:

جو کیفیت مولوی اسلم بندیالوی کی ہے کہ کفر بکنے کے بعد ایک سال سے زائد عرصہ اس کفر کو اسلام ثابت کرنے میں گزارا اور جب تھک ہار گیا تو عوام کی آنکھوں میں دھول جھونکنے کے لیے اس نے دو حرفی توبہ کا سہارا لینے کی کوشش کی جس میں توبہ کے

تقاضے بھی پورے نہ کیے گئے۔ ان حالات کا تقاضا یہ ہے کہ:

- مولوی اسلام بندیالوی ہمیشہ کے لیے مصلائے امامت سے معزول کر دیا جائے۔
- اسے دینی خطاب اور وعظ و نصیحت کی ہر گز اجازت نہ دی جائے۔
- کسی دینی منصب پر اسے تاحیات نہ بٹھایا جائے۔

لیکن اگر اہلِ علم اس کی حالت کو دیکھ کر سمجھتے ہیں کہ وہ نرم فیصلہ کا مستحق ہے، اگر چہ وہ ایسا نہیں، کیونکہ اس کی ہٹ دھرمیاں، خرافات، حق سے دوری بلکہ حق کی مخالفت اور دیگر قباحتیں گنتی سے باہر ہیں، لیکن پھر بھی اہلِ نظر منصف مزاج اہلِ علم اس کے لیے قدرے نرم فیصلہ کرنا چاہتے ہیں تو اس نرم فیصلہ میں بھی اسے:

- کم از کم اتنا عرصہ مصلائے امامت سے معزول کرنا ضروری ہے جس میں اس کی توبہ کی صداقت واضح نہیں ہوتی۔ وہ مدت سال بھی ہو سکتی ہے اور اس سے زیادہ بھی، لیکن اس دوران اہلِ علم و نظر اس کی حرکات و سکنات اور اس کی گفتگو پر توجہ رکھیں۔ اگر ایک طویل عرصہ گزر جانے پر اس کی توبہ کی صداقت واضح ہو جاتی ہے تو اس طویل وقت بعد اسے مصلائے امامت پہ کھڑا کیا جا سکتا ہے۔
- جتنا عرصہ اس کی توبہ کی صداقت واضح نہیں ہوتی اسے ہر دینی منصب سے الگ کر دیا جائے۔
- جتنا عرصہ اس کی توبہ کی صداقت واضح نہیں ہوتی اسے دینی مسائل میں عوام سے گفتگو سے روک دیا جائے۔
- جتنا وقت اس کی توبہ واضح نہیں ہوتی اتنا عرصہ اس کے ہر قسم کے وعظ و نصیحت، خطاب و تقریر پر مکمل پابندی رہے۔

اور جو لوگ ان حالات و معاملات کو جانتے ہوئے بھی اس شخص کو کسی دینی منصب پر بٹھاتے ہیں، وہ بھی مجرم ہیں اور اہلِ اسلام کے ساتھ خیانت کے مرتکب ہیں۔

هذا ما سنح لنا بفضل الله تعالى وعونه والعلم عند الله تعالى وعلمه جل مجده اتم واحكم وَآخِرُ دَعْوَانا أَنِ الْحَمْدُ لِلَّهِ رَبِّ الْعَالَمِينَ